بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرف اول

یہ اطلاع نہایت خوش آئند ہے کہ قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دینے کی خاطر دستورِ پاکستان میں پندرھواں ترمیمی بل قومی اسمبلی میں پیش کر دیا گیا ہے۔ دستورِ پاکستان میں اسلامی دفعات کی مرحلہ وار شمولیت کی تاریخ قریباً اتنی ہی طویل ہے جتنی طویل پاکستان کی اپنی تاریخ ہے۔ اس مبارک کام کا آغاز ۱۹۴۹ء میں قراردادِ مقاصد کی منظوری سے ہوا تھا۔ اس کے بعد صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں اس معاملہ میں قابلِ ذکر پیش رفت ہوئی۔ اگرچہ یہ امر نہایت تکلیف دہ تھا کہ اسلامی دفعات کی شمولیت کے ساتھ ساتھ اس سے متصادم دفعات کو بھی دستور میں باقی رکھا گیا جس کی وجہ سے اسلامی دفعات بالکل غیر مؤثر ہو کر رہ گئیں۔ وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف کا پیش کردہ حالیہ شریعت بل اس معاملے میں فیصلہ کن پیش رفت کی حیثیت رکھتا ہے۔

مجوزہ آئینی ترمیم ایک پیکج کی شکل میں ہے جس میں قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے کے علاوہ دستور کی دفعہ ۲۳۹ کے حوالے سے بعض دیگر ترمیمات بھی شامل کی گئی ہیں جن میں وزیر اعظم کو غیر معمولی اختیارات دینا اور دستور میں ترمیم کیلئے حاضر ارکان اسمبلی کی سادہ اکثریت کو کافی قرار دینا محلِ نظر ہیں۔ اگرچہ ان اقدامات کا مقصد حکومتی حلقوں کی جانب سے یہی بتایا گیا ہے کہ قوانین شریعت کی تنفیذ کی راہ کی رکاوٹوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے مذکورہ ترمیمات کو اس پیکج میں شامل کیا گیا ہے لیکن معترضین اسے کسی اور نگاہ سے دیکھتے ہوئے بدنیتی پر محمول کرتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک یہ آئینی پیکج اونٹ کے گلے میں بلی باندھنے کے مترادف ہے کہ جس کا اصل مقصد اپنے لئے غیر معمولی اختیارات کا حصول ہے' لیکن اس کیلئے شریعت کو ایک ذریعہ اور وسیلہ بنایا گیا ہے ـــــ اس بارے میں مرکزی انجمن خدام القرآن کے صدر مؤسس اور تنظیم اسلامی کے امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا موقف بہت واضح اور متوازن ہے۔ انہوں نے حال ہی میں ایک پریس کانفرنس میں مجوزہ ترمیمی بل پر گفتگو کرتے ہوئے جہاں ایک طرف قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دینے کے فیصلے کا بھرپور خیر مقدم کیا اور حکومت کو اس فیصلے پر لائق صد مبارکباد قرار دیا' وہاں دوسری طرف وزیر اعظم پاکستان سے یہ اپیل بھی کی کہ وہ اس پیکج کے دوسرے حصے کو جدا کر کے سردست صرف پہلے حصے یعنی قرآن و سنت کو سپریم لاء قرار دینے کی حد تک ترمیمی بل کو محدود رکھیں تاکہ وہ سیاسی اور دینی جماعتیں یا عناصر جو موجودہ بل کو اس کے دوسرے متنازعہ حصے کے باعث قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں' ان کیلئے بھی اعتراض کا موقع باقی نہ رہے اور وہ عناصر جو واقعتاً نفاذ شریعت کے مخالف ہیں ان کی اسلام دشمنی بھی نمایاں ہو جائے اور وہ عریاں ہو کر عوام کے سامنے آ جائیں۔ OO